جناب جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

پاکستان کے خلاف امریکہ ونیٹو (ایساف) کی جارحیت

26/25 نومبر کی درمیانی رات امریکہ اور نیٹو کے طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں نے مہمند ایجنسی میں سلالہ کے علاقے میں دو پاکستانی چیک پوسٹوں پر حملہ کیا جس میں دو افسران سمیت ۲۸ فوجی شہید ہوئے۔ پاکستانی سرحد کے اندر آ کر کی جانے والی یہ کاروائی نہ صرف پاکستان کی سرحدوں کی خلاف ورزی ہے بلکہ کھلی جارحیت ہے جو کہ ایساف (International Security Assistance Force - ISAF) کے ساتھ ہمارے تعاون کی شرائط کی بھی سراسر خلاف ورزی ہے۔ دراصل یہ واقعہ پاکستان کی سلامتی کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا ایک حصہ ہے کیونکہ ایساف کو افغانستان میں بدترین شکست کا سامنا ہے اور وہ افغانستان سے نکلنا چاہتے ہیں لیکن محفوظ راستہ نہیں مل رہا جس سے ان کے اعصاب پر بوکھلاہٹ طاری ہے۔ سلالہ کی چوکی پر حملہ اسی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے۔

امر واقع یوں ہے کہ 25/26 نومبر کی درمیانی رات سلالہ کے مقام پر واقع پاکستانی چوکی پر متعین فوجیوں نے پاکستان تحریک طالبان ولی الرحمٰن اور فضل اللہ گروپ کے پچاس کے لگ بھگ ایسے عسکریوں کو گھیرے میں لے لیا تھا جو پاکستان دشمن کاروائیوں میں مصروف تھے۔ نیٹو اور امریکی طیارے انہیں چھڑانے کیلئے تیزی سے حرکت میں آئے اور دو پاکستانی چوکیوں کو بمباری کا نشانہ بنایا۔ اس پر سلالہ چوکی پر متعین کمانڈر نے ایساف سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا کہ ان کے طیارے پاکستانی چوکی کو نشانہ بنا رہے ہیں اور یہ حملہ فوری طور پر بند کیا جائے لیکن ان کا پیغام نظر انداز کر دیا گیا اور دو گھنٹے تک یہ حملہ جاری رہا' جب تک کہ عسکریت پسندوں کو رہا کرا کے افغانی علاقے میں پہنچا نہ دیا گیا۔ ایساف کی جانب سے پاکستان کے خلاف جارحیت کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایسے واقعات ہوئے ہیں جن میں عسکریت پسندوں نے ایساف کی مدد سے پاکستانی چیک پوسٹوں پر کئی حملے کئے جن میں متعدد فوجی جوان شہید ہوئے۔ اور یہ تیسرا موقع ہے کہ ایساف کی جانب سے پاکستانی سرحدوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوئی ہے۔ گذشتہ سال ستمبر کے مہینے میں ہماری سرحدوں پر ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا جس میں ہمارے متعدد سپاہی شہید ہوئے تھے۔ دوسرا حملہ ایبٹ آباد کا تھا جب ہماری زمینی اور فضائی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسامہ بن لادن کو قتل کر دیا گیا۔

کچھ عرصہ قبل جی ایچ کیو میں منعقد ہونے والی اعلیٰ افسران کی ایک میٹنگ کے دوران میں نے متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ 'ایساف پھر ہمارے حوصلے اور صبر کا امتحان لے گا' لہٰذا اس قسم کی صورت حال سے موثر طور پر نمٹنے کیلئے ہمیں "فوری جوابی حکمت عملی" ابھی سے تیار کر لینی چاہیئے۔ میں نے مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ تیاری اس قسم کی ہونی چاہیئے جیسا کہ ۱۹۹۰ء میں ۱۰ کور نے اپنائی تھی۔ اس وقت لائن آف کنٹرول پر ۱۲ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل صفدر ستارہ جرات نے ایک منصوبہ بنایا اور اپنے محاذ پر تیاری کر لی کہ جیسے ہی دشمن کی طرف سے بھاری ہتھیاروں سے گولہ باری ہوئی تو فوراً جواب دیا گیا' اور دشمن کی توپوں کو خاموش کرا دیا اور بھارتی فوجی مورچے چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ سلالہ کی چوکی پر پیش آنے والے واقعے کے رد عمل میں ایساف کے خلاف اس قسم کی فوری جوابی کاروائی ضروری تھی مگر اس پر عمل نہ ہو سکا۔ ایسی کاروائی اب مناسب نہیں ہے اس لیے کہ دشمن خبردار ہے۔ ہمیں تدبر اور فہم و فراست سے اپنی حکمت عملی مرتب کر کے بہترین راستے کا انتخاب کرنا ہوگا تا کہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات دوبارہ رونما ہوں۔

جوابی کاروائی کیلئے 'خون کے بدلے خون' جیسی کاروائی ضروری ہے' لیکن فوری کاروائی اب نہیں کی جا سکتی۔ اس لیئے اب جارحانہ سفارتی کاروائی (Retorsion) زیادہ مناسب ہوگی۔ اس حوالے سے حکومت نے اقدامات کیئے ہیں' جن میں نیٹو کی جانب سے کی جانے والی معذرت کو رد کر دیا گیا ہے؛ پاکستان سے گذرنے والی نیٹو کی سپلائی لائن بند کر دی گئی ہے؛ ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے؛ شمسی ایئر بیس خالی کرایا جا رہا ہے؛ ۵ دسمبر کو ہونے والی بون کانفرنس کا بائیکاٹ کیا جائے گا؛ سرکاری وفود کے دورے منسوخ کر دیے گئے ہیں؛ بیرونی دنیا کی حمایت حاصل کرنے کیلئے دوست ممالک کے ساتھ سفارتی رابطوں کو تیز کیا گیا ہے؛ امریکہ کے ساتھ تجارتی اور دیگر مراسم کا از سر نو تعین کیا جا رہا ہے۔ اور یہ معاملہ اقوام متحدہ تک لے جانا ضروری ہے کیونکہ قابض فوجیں اقوام متحدہ کی منظوری سے افغانستان میں کاروائی کر رہی ہیں۔ اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر تحقیقات کرائے' تا کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دلوائی جا سکے۔

دس سال پر محیط جدوجہد کے باوجود قابض فوجیں افغانستان میں سخت ترین مشکلات سے دوچار ہیں' وہ نہ صرف جنگ ہار چکے ہیں بلکہ افغانستان کو اپنے کنٹرول میں رکھنے میں ناکام ہیں اور اب افغانستان سے پرامن طور پر نکلنے کی ضمانت تلاش کر رہے ہیں۔ پاکستانی سرحدوں پر حملے کرنے جیسی مزموم کاروائیوں کا مقصد پاکستان کو دباؤ میں لانا ہے تا کہ وہ امریکہ کو اجازت دے دے کہ وہ پاکستانی علاقوں میں طالبان کے محفوظ ٹھکانوں کو تباہ کر سکے اور اس طرح ملا عمر کو مجبور کر دیا جائے کہ امریکی شرائط پر مذاکرات کریں۔ یہ غیر منطقی تقاضا ہے جو کبھی پورا نہیں ہوگا' اسلئے ایساف کو انہیں مخدوش حالات میں افغانستان سے بوریا بستر الپیٹنا پڑے گا اور امکان یہ ہے کہ جیسے ۱۹۹۰ء میں امریکہ افغانستان کو خانہ

جنگی میں مبتلا کر کے نکلا تھا جس کے نتیجے میں طالبان ابھرے تھے تو آج بھی ایسی ہی سازش ہو رہی ہے کہ افغانستان میں خانہ جنگی شروع ہو اور امن وامان قائم نہ ہو سکے۔

سلالہ چیک پوسٹ کے واقعے نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم پاک امریکہ تعلقات کی نوعیت کا جائزہ لے کر اپنی ترجیحات کا از سر نو تعین کریں اور جو نقصان اٹھایا ہے اس کی تلافی ممکن ہو سکے۔ ہماری ترجیحات کیا ہونی چاہئیں' وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ پاک امریکہ تعلقات کا از سر نو تعین کیا جانا چاہیئے جو برابری اور باہمی عزت کے اصولوں پر مبنی ہوں۔

☆ امریکہ کو اس امر کی اجازت نہیں دی جانی چاہیئے کہ وہ پاکستان اور افغانستان پر بھارت کی بالادستی قائم کرا سکے کیونکہ ایسا کرنا قائداعظم کے متعین کردہ سیاسی وجغرافیائی عملی ضروریات سے انحراف کے مترادف ہوگا۔

☆ پاکستان کو اپنی ہی قبائل کے ساتھ جاری جنگ کی کیفیت ترک کر دینی چاہیئے تا کہ ہماری سرحدوں پر امن قائم ہو اور ہمارے دشمنوں کی جانب سے ان سرحدوں پر اشتعال انگیز کارروائیوں کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

☆ ایساف کو جلد ہی ناکامی و نامرادی کی حالت میں افغانستان سے نکلنا ہے لہذا یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے پڑوسی افغان بھائیوں کی مدد کریں تا کہ ماضی کی غلطیوں کا مداوا ہو سکے اور ان کے دلوں میں ہمارے خلاف پائی جانے والی نفرت کو ختم کیا جا سکے۔

☆ ۲۰۰۱ء میں ہم نے افغانستان کے خلاف جنگ میں ایساف کا ساتھ دے کر ایک گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ افغانیوں کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر کے اس غلطی کو درست کریں اور افغانستان کی تعمیر نو میں ان کا ساتھ دیں۔

بلاشبہ ہم تاریخ کے مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں جو قوم سے اچھے اور دانشمندانہ طرز عمل کا متقاضی ہے۔ پاکستانی قوم چیلنجوں کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری قوم سیاسی و تاریخی لحاظ سے 'سندھ تہذیب' کی وارث ہے اور دنیا کی قدیم تہذیبوں کی قدروں کی حامل بھی ہے جن سے اس کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس لئے پاکستانی قوم کو آسان حریف سمجھنے کی کوئی غلطی نہ کرے اور نہ ہی کسی کے ذہن میں اس بارے کسی قسم کا شک ہونا چاہیے۔ پاکستانی قوم دکھوں اور قربانیوں کی گہرائیوں سے ابھرنا جانتی ہے اور انشاءاللہ موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کر کے وہ بہت جلد قوموں کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل کرے گی۔